مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَد مِنْ رِجَالِكُمْ وَلٰكِن رَسُولَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

عقیدۂ ختمِ نبوت

قرآن و سنت کی روشنی میں

افادات

حضرت مولانا مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہم العالی

مہتمم جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا

جمع و ترتیب

محمد زعفران ہزاروی

مدرس جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا

پیش لفظ

اسلام کامل و مکمل اور آخری دین ہے۔ اسلام کو آخری دین ماننے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کے بعد کوئی نیا نبی اور امتِ مسلمہ کے بعد کوئی نئی امت نہیں آئے گی۔ یہ اسلام کا اساسی اور بنیادی عقیدہ ہے، اس کے تحفظ ہی میں اسلام کے باقی عقائد واعمال کی بقا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خلیفہ بلافصل سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے سنگین ترین حالات میں بھی منکرینِ ختمِ نبوت کے خلاف جہاد ولشکر کشی کا حکم کیا۔ جھوٹے مدعیانِ نبوت کے قلع قمع تک آپ نے سکھ کا سانس نہیں لیا۔ مصلحت بینی کے تمام مشوروں کو نظرانداز کر کے حق تعالی کی جانب سے ودیعت شدہ وسیع تر قوتِ قلبیہ سے تحفظِ ختمِ نبوت کا حق ادا کیا۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ کے خلافت سنبھالتے ہی ارتداد کی دو لہریں (انکارِ زکاۃ اور انکارِ ختمِ نبوت) اٹھیں۔ آپ نے منکرینِ زکاۃ اور منکرینِ ختمِ نبوت نبوت دونوں کے خلاف جہاد کیا اور فرمایا: إنه قد انقطع الوحي وتم الدين أينقص وأنا حيّ؟۔ (مشکاۃ المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: ۶۰۳۴)

بحر العلوم علامہ خالد محمود رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

''تاریخ میں نبوت کی اساسی حیثیت ہمیشہ سے مسلم رہی ہے کہ وحی اپنے ماننے والوں کو اپنے مرکز پر جمع کرتی ہے۔۔۔ پھر اس آخری دور میں ''ختمِ نبوت'' کا مسئلہ اسلام کا وہ بنیادی مسئلہ ہے جس پر ہماری ملت کا مدار ہے۔ ہماری قومی سالمیت اور ملی وحدت جس ایک نقطہ پر مرتکز ہوتی ہے وہ سرورِ کائنات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہے۔ اور ہمارے جملہ اصول وفروع اسی ایک چشمہ حیات سے مستفیض اور اسی ایک چشمہ ہدایت سے مستنیر ہیں۔ حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئے نبی کی پیدائش

خواہ وہ ماتحت نبی کے نام سے ہی کیوں نہ ہو ملت کے ٹکڑے تو کر سکتی ہے مگر ہماری عملی ضروریات کو کوئی نسخہ شفا نہیں بخش سکتی ہے۔'' (عقیدۃ الامت فی معنی ختم النبوت)

''عقیدہ ختمِ نبوت'' کی اہمیت و ضرورت کے پیشِ نظر تقریباً دو سال قبل شیخوره پوره میں ایک عظیم الشان، فقیدالمثال ''ختمِ نبوت کانفرنس'' کا انعقاد ہوا۔ جس میں دیگر اکابرین علماءِ کرام کے علاوہ حضرت استاذیم مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدّاللہ تعالیٰ ظلہم العالی نے بھی بیان فرمایا۔ حضرت استاد جی کا بیان علمی اور نظریاتی ہونے کے ساتھ ساتھ ''ازدل خیزد بردل ریزد'' کا مصداق بھی ہوتا ہے۔ ماشاء اللہ تعالیٰ جن حضرات نے حضرت استاد جی کا بیان سماعت فرمایا ہو وہ بخوبی جانتے ہیں کہ حضرت استاد جی موضوع کا حق ادا کر دیتے ہیں۔ بارک اللہ تعالیٰ فی علمہ وعملہ وحیاتہ بالصحۃ والعافیۃ۔

اس سے قبل یہ بیان جامعہ حقانیہ ساہیوال کے ترجمان مجلہ ''الحقانیہ'' ربیع الثانی ۱۴۴۱ھ میں بھی شائع ہو چکا ہے۔ افادۂ عوام کے لیے الگ سے بھی نئے پیرائے میں اس کو شائع کیا جا رہا ہے تاکہ جن لوگوں کو مجلہ ''الحقانیہ'' تک رسائی نہ ہو سکی وہ بھی اس بیان سے محروم نہ رہیں۔ اللہ تعالیٰ تادمِ آخر سب کو عقیدہ ختمِ نبوت پر قائم رکھے اور اس کے دفاع کے لیے ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔ اس بیان ذیشان کو حضرت استاد جی دامت فیوضہم العالیہ کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین بحرمۃ خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ فقط

محمد زعفران ہزاروی

مدرس جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا

۲۴/شوال المکرم ۱۴۴۱ھ

بسم الله الرحمن الرحيم

ألحمدللّٰه نحمده و نستعينه ونستغفره و نؤمن به و نتوكّل عليه ونعوذ باللّٰه من شرور أنفسنا و من سيّئات أعمالنا من يهده اللّٰه فلا مضلّ له و من يضلله فلاهاديه له و نشهد أن سيّدنا ومولانا و نبينا محمّدا عبده و رسوله صلّى اللّٰه عليه و على آله و أصحابه أجمعين أمابعدفأعوذباللّٰه من الشّيطٰن الرّجيم بسم اللّٰه الرّحمٰن الرّحيم ''مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا۔'' (الاحزاب: ۴۰)صدق اللّٰه العظیم

تمہیدی کلمات

معزز علمائے کرام، قابلِ صد احترام سامعین! ختمِ نبوت کانفرنس کے عنوان سے یہ عظیم الشان پروگرام اس مسجد میں منعقد ہورہا ہے۔ اس سے پہلے آپ نے حضراتِ علماءِ کرام کے بیانات سماعت فرمائے، ابھی ہمارے برادر محترم مولانا حق نواز صاحب مد ظلہم نے بیان فرمایا، آپ نے سنا، آخری حصہ میں مجھے بھی بیان سننے کا موقع ملا، اہلِ بیت کے عنوان سے وہ گفتگو فرما رہے تھے۔ اللہ تبارک وتعالی حضرت کے بیان کو نافع اور مفید فرمائے۔ اور ہمیں جو اس سے سبق مل رہا ہے، اللہ تعالی اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

میں نے قرآن پاک کی جو آیت پڑھی، آپ کو یقیناً اندازہ ہوچکا ہوگا کہ ختمِ نبوت کے حوالے سے اس آیت کی روشنی میں مجھے عرض کرنا ہے۔

تخلیقِ حضرت آدم علیہ السلام

اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام سے کائناتِ انسان کا آغاز فرمایا اور یہ سلسلہ شروع کیا۔ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی قدرت سے پیدا فرمایا۔ انہیں اللہ تعالی نے بغیر والد اور والدہ کے پیدا فرمایا، اور اسی طریقہ پر بنی اسرائیل کے آخری نبی اور پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے ہیں، انہیں بھی اللہ تعالی نے بغیر والد کے پیدا فرمایا۔ قرآن کریم میں بھی ذکر فرمایا ہے:

إِنَّ مَثَلَ عِيسىٰ عِنْدَ اللهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرابٍ ثُمَّ قالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُونُ ۔(آلِ عمران: ۵۹)

ترجمہ: بے شک حالت عجیبہ (حضرت) عیسیٰ کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشابہ حالت عجیبہ (حضرت) آدم کے ہے کہ ان (کے قالب) کو مٹی سے بنایا پھر ان کو حکم دیا کہ (جاندار) ہوجا، بس وہ (جاندار) ہوگئے۔ (بیان القرآن)

اللہ تعالی نے فرمایا ہے: إِنَّ مَثَلَ عِيسىٰ عِنْدَ اللهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ، حضرت عیسٰی علیہ السلام کی مثال حضرت آدم علیہ السلام کی طرح ہے ''خَلَقَهٗ مِنْ تُرابٍ'' اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ ہم نے مٹی سے پیدا کیا، پھر ہم نے یہ کہہ دیا ''كُنْ'' ہوجاؤ ''فَيَكُونُ'' پس وہ ہوگئے۔ اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو اللہ تعالی نے بغیر والد کے پیدا فرمایا، اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے۔

دفع دخلِ مقدر کہ مرغی پہلے پیدا ہوئی یا انڈہ؟

یہاں سے ایک سوال کا جواب بھی سمجھ میں آگیا ہوگا۔ وہ یہ کہ بعض دفعہ ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مرغی پہلے پیدا ہوئی یا انڈہ؟ مرغی کس سے پیدا ہوئی؟ انڈہ سے، اور انڈہ کس سے پیدا ہوا؟ اللہ تعالی نے انسان کو ماں باپ سے پیدا کیا، لیکن سب سے پہلے جو شخصیت ہیں یعنی حضرت آدم علیہ السلام، انہیں بغیر ماں اور

باپ کے پیدا کیا۔ تو یہاں بھی آپ سمجھ لیجیے کہ اللہ تبارک وتعالی نے اپنی قدرت سے مرغی کو بغیر انڈے کے پہلے پیدا فرمایا اور پھر انڈے سے مرغی پیدا ہو رہی ہے۔ اگر انسان عقل سے سمجھنا چاہے کہ پہلے کیا چیز ہے تو اس کی سمجھ میں یہ نہیں آئے گا کہ مرغی پہلے ہے یا انڈہ؟

لوگ کہتے ہیں ہمیں عقلی طور پر یہ بات سمجھائی جائے۔ عقل کا حال تو یہ ہے کہ وہ یہ فیصلہ نہیں کر سکتی کہ پہلے کون ہے انڈہ یا مرغی؟ عقل سے اگر آپ سمجھنا اور سوچنا چاہیں، عقل کا حال تو یہی ہے۔ بہر حال میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اللہ تبارک وتعالی نے اپنی قدرت سے حضرت عیسٰی بن مریم علیہما السلام کو بغیر والد کے پیدا فرمایا۔ اور انہوں نے آکر پھر کیا خوشخبری سنائی اور کیا کہا بنی اسرائیل کو؟ قرآن کہتا ہے:

وَإِذْ قالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِي إِسْرائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقاً لِما بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْراةِ وَمُبَشِّراً بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ فَلَمَّا جاءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قالُوا هٰذا سِحْرٌ مُبِينٌ ۔ (الصف: ٦)

ترجمہ: اور (اسی طرح وہ وقت بھی قابل ذکر ہے) جب کہ عیسیٰ (علیہ السلام) ابن مریم (علیہا السلام) نے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہارے پاس اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں کہ مجھ سے جو پہلے توراۃ (آچکی) ہے میں اس کی تصدیق کرنے والا ہوں اور میرے بعد جو ایک رسول آنے والے ہیں جن کا نام (مبارک) احمد ہوگا میں ان کی بشارت دینے والا ہوں پھر جب وہ ان لوگوں کے پاس کھلی دلیلیں لائے تو وہ لوگ (ان دلائل یعنی معجزات کی نسبت) کہنے لگے یہ صریح جادو ہے۔ (بیان القرآن)

اور میں یہ بشارت دینے کے لیے آیا ہوں کہ میرے بعد ایک عظیم الشان رسول تشریف لائیں گے، ''وَمُبَشِّراً بِرَسُولٍ'' میں تنوین اگر تعظیم کے لیے ہو تو اس کا معنی پھر یہ ہوگا، میرے بعد عظیم الشان رسول تشریف لائیں گے، اور ان کا نامِ نامی اسمِ گرامی احمد ہوگا، محمد ہوگا (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح مع الجسد آسمان پر اٹھائے گئے

حضرت آدم علیہ السلام سے یہ سلسلہ شروع ہوااور بنی اسرائیل میں آخری نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے۔ اللہ تعالی نے ان کو کلمہ ''کُنْ'' سے پیدا فرمایا، وہ روح اللہ ہیں۔ یہود نے ان کی مخالفت کی، حق تعالی نے ان کی حفاظت فرمائی اور آسمان پر انہیں زندہ روح مع الجسد اٹھالیا۔ یہ اللہ تعالی کی قدرت ہے یا نہیں؟ ہے۔ یہود نے کہا کہ ہم نے انہیں قتل کر دیا۔ پرو پیگنڈہ یہ کیا گیا کہ سولی پر انہیں لٹکا دیا گیا، لیکن اللہ تعالی فرماتے ہیں تمہارا یہ کہنا غلط ہے۔

وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللهِ وَما قَتَلُوهُ وَما صَلَبُوهُ وَلكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ ما لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلاَّ اتِّباعَ الظَّنِّ وَما قَتَلُوهُ يَقِيناً ۔(النسا: ۱۵۷)

ترجمہ: اوران کے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم کو جو کہ رسول ہیں اللہ تعالیٰ کے قتل کردیا حالانکہ انہوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ ان کو سولی پر چڑھایا لیکن ان کو اشتباہ ہوگیا اور جو لوگ ان کے بارہ میں اختلاف کرتے ہیں وہ غلط خیال میں ہیں ان کے پاس اس پر کوئی دلیل نہیں بجز تخمینی باتوں پر عمل کرنے کے اورانہوں نے ان کو یقینی بات ہے کہ قتل نہیں کیا۔ (بیان القرآن)

یہ جھوٹ بول رہے ہیں کہ ہم نے انہیں قتل کیا، اس جھوٹ کی وجہ سے ان پر لعنت کی گئی۔ آگے ہے ''رَسُوْلَ اللهِ'' وہ تھوڑا ہی انہیں اللہ تعالی کا رسول مانتے تھے، پھر ''رَسُوْلَ اللهِ'' کس کا قول ہے؟ وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللهِ یہ جو انہوں نے کہا ہم نے عیسی بن مریم کو قتل کر دیا، یہ

جھوٹ تھا۔ وَما قَتَلُوہُ وَما صَلَبُوہُ، نہ قتل کر سکے نہ سولی پرچڑھا سکے، بَلْ رَفَعَهُ اللهُ إِلَيْهِ اللہ تعالی نے انہیں زندہ سلامت آسمان پر اٹھا لیا۔

مرزائی مغالطہ اور اس کا رد

عیسیٰ بن مریم ،اللہ تعالی نے کس کو کہا؟ صرف روح کو کہا یا روح مع الجسد دونوں کے مجموعہ کو کہا؟دونوں کے مجموعہ کو کہا۔ دونوں کے مجموعہ کا نام عیسیٰ بن مریم ہے۔اللہ تعالی فرماتے ہیں : یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کرسکے۔ قتل کا وقوع جسم پر ہوتا ہے یا روح پر؟جسم پر ہوتا ہے۔ پھر اٹھایا کس کو؟اسی کو اٹھایا جس کو وہ قتل کرنے کی کوشش کرتے رہے۔جس کے بارے میں انہوں نے صاف کہا کہ ہم نے قتل کردیا، ''بَلْ رَفَعَهُ اللهُ إِلَيْهِ'' اللہ تعالی نے اسی کو اٹھایا یعنی جسم کو۔ اور زمینوں کا ملجا شخصیت ہوا کرتی ہے، روح نہیں ہوا کرتی۔

اب یہاں مرزائی قادیانی، لوگوں کو یہ مغالطہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالی نے صرف روح کو اٹھایا۔ (سبحان اللہ)قتل وہ جسم کو کرنا چاہ رہے تھے اوراٹھالیا روح کو۔ کیا اس میں آپس میں کوئی مطابقت ہے؟اگر آپ ذرا سا اس بات کو سوچیں تو واضح طور پر ثابت ہوگا کہ وہ قتل تو جسم کو کرنا چاہ رہے تھے اوراللہ تعالی نے روح کو اٹھا لیا، پھر جسم تو مقتول ہوگیا۔ قرآن اسی کی نفی کررہا ہے ''وَما قَتَلُوہُ وَما صَلَبُوہُ'' نہ عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر سکے نہ سولی پر لٹکا سکے۔ اللہ تعالی نے ان کو روح مع الجسد آسمانوں پر اٹھا لیا،اور ہم سب مسلمانوں کا یہی عقیدہ ہے کہ قیامت کے قریب وہ تشریف لائیں گے۔

ریاض یونیورسٹی میں ایک بڑے اسکالر جو اپنے آپ کو محقق کہلواتے ہیں، ریسرچ (Resurch) کرتے ہیں وہ کہہ رہے تھے میرے علم میں تو ہے ہی نہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر ہیں۔ آسمان سے دوبارہ آئیں گے، یہ بات تو سمجھ میں نہیں آتی۔ بھائی! تمہاری سمجھ میں نہیں آتی تو اپنی سمجھ کا علاج کرو۔ جن کو اللہ تعالی نے سمجھ عطا فرمائی ہے ان کو یہ بات سمجھ میں آرہی ہیکہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو اللہ تعالی نے آسمانوں پر اٹھایا ہے۔

سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سفرِ معراج اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے تو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام سے ان کی ملاقات ہوئی۔ آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ ''كُثيبِ احمر'' جو ٹیلہ تھا، میں اس کے پاس سے گزر رہا تھا تو میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا ''وهو قائم يصلّى'' وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ (صحیح مسلم، باب من فضائل موسیٰ علیہ السلام، ۲۳۷۵)

نزولِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے، حدیث پاک میں بھی یہ مضمون موجود ہے:

''ليهبطنّ عيسى ابن مريم حكما عدلا وإماما مقسطا وليسلكن فجا حاجا أو معتمرا أو بنيتهما وليأتين قبرى حتى يسلّم ولأردن عليه''۔ (المستدرک علی الصحیحین، ذکر نبی اللہ وروحہ عیسی ابن مریم صلوات اللہ وسلامہ علیہما، ۴۱۶۲)

حضرت عیسیٰ بن مریم ضرور آئیں گے ،وہ حکومت بھی کریں گے ،امام ہوں گے ،عدل وانصاف فرمائیں گے ،اورصلیب کو توڑدیں گے ،حج یا عمرہ کریں گے ،اوراس کے بعد فرماتے ہیں ''وليأتينّ قبرى '' اور ضروربالضرور میری قبر پر تشریف لائیں گے ۔اورحضورپاک صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں '' حتى يسلّم ولأردنّ عليه '' وہ آکرمجھے سلام کریں گے ،میں ان کے سلام کا جواب ضروردوں گا ،اورچالیس سال کے بعد وفات پائیں گے اورروضہ اطہر میں ان کی تدفین ہوگی ،قیامت کے دن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر سے مبعوث ہوں گے ،اٹھیں گے تو ایک طرف عیسیٰ بن مریم ہوں گے اور ایک طرف ابو بکر و عمر ہوں گے ،اور یہ لوگ کہہ دیتے ہیں کہ عیسیٰ بن مریم آسمان پر ہیں اور تشریف لائیں گے ،اگر ،مگر ،چونکہ ،چنانچہ ،کہ اگر وہ تشریف لائیں گے تو ختمِ نبوت کے خلاف ہوجائے گا ،جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے ۵۷۰ سال بعد نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش مبارک ہے ،اورچالیس سال کی عمر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلانِ نبوت فرمایا ہے ،اللہ تعالی نے آخری نبی اوررسول بناکر بھیجا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول من السماء عقیدہ ختمِ نبوت کے منافی نہیں

مرزائی کہتے ہیں جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی کیسے ہوئے ،آخری نبی تو نہ ہوئے ؟حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے تو آخری نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے ،توان کے خیال کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا عقیدہ ختمِ نبوت کے خلاف ہے ،حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دنیا میں تشریف لانا ختمِ نبوت کے ہرگز خلاف نہیں ،اس لیے کہ ختمِ نبوت کا عقیدہ ان کی سمجھ میں نہیں آیا۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں ''أنا خاتم النبيين لا نبى بعدى '' میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نیا نبی اوررسول نہیں آسکتا۔''لانبیّ بعدی ''کا معنی ہے

''لاینبأ بعدی ''میرے بعد اللہ تعالی کسی کو نبی نہیں بنائیں گے، قیامت تک میرے بعد کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا، نہ کوئی رسول بنایا جائے گا، نہ کوئی مجازی نبی، کسی قسم کا بھی میرے بعد کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا، حضرت عیسی علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے نبی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انہیں نبی نہیں بنایا۔ اس لیے دنیا میں ان کی آمد اور تشریف آوری ختمِ نبوت کے خلاف ہرگز نہیں۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کے آخری نبی اور رسول ہیں

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کے آخری نبی اور رسول ہیں، اور اللہ تعالی بھی یہی فرما رہے ہیں '' مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ''تم مردوں میں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے والد نہیں۔ بڑی عجیب بات ہے کہ کسی کے والد نہیں ہیں، آپ کی اولاد نہیں ہے؟ قاسم، طاہر وغیرہ؟ لیکن فرما رہے ہیں ''مِنْ رِجَالِكُمْ'' رجال بچوں کو نہیں کہا جاتا، رجال تو مرد کو کہتے ہیں جو بالغ ہو، ان میں سے کسی کے والد نہیں، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جو نرینہ اولاد ہوئی ہے وہ بچپن میں ہی انتقال کر گئی۔ حضرت ابراہیم، حضرت ماریہ قبطیہ سے پیدا ہوئے، ان کا انتقال بھی بچپن میں ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شدید صدمہ ہوا۔

ایک غلط عقیدہ اور اس کی اصلاح

یہاں ایک عجیب بات یاد آگئی، حضرت ابراہیم کا انتقال ہوا تو قدرتی طور پر سورج بھی گرہن ہو گیا، عربوں کا خیال یہ تھا کہ جب بڑی شخصیت دنیا سے چلی جائے تب سورج گرہن ہوتا ہے، جب کوئی حادثہ ہو جائے یا بڑا معاملہ پیش آجائے تو سورج گرہن ہو جاتا ہے۔ کہنے لگے دیکھیں ہماری بات صحیح ہو گئی ہم یہی کہتے

تھے ناں کہ کوئی بڑا حادثہ پیش آئے تب سورج گرہن ہوتا ہے۔ یہ کتنا بڑا حادثہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کا انتقال ہوگیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا کہ یہ غلط عقیدہ ہے :

''إن الشمس والقمر آيتان من آيات الله لا ينكسفان لموت أحد ولا لحياته ولكن الله تعالى يخوف بها عباده ''۔(السنن الکبری للبیہقی، باب الأمر بالفزع إلی ذکر اللہ والی الصلاۃ متی کسفت الشمس، ۶۳۷۰)

سورج اور چاند اللہ تعالی کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، کسی کی موت پر یا کسی کی حیات اور پیدائش پر یہ گرہن نہیں ہوتے۔ اللہ تعالی سورج اور چاند کے گرہن کے ذریعے سے اپنے بندوں کو ڈراتے ہیں کہ تم مجھ سے ڈرو اور میری طرف رجوع کرو، اور گناہوں سے توبہ کرو۔

حضرت ابراہیم، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنا صدمہ ہے، اس کے باوجود بھی آپ کیا ارشاد فرمارہے ہیں :

''إن العين تدمع والقلب يحزن ولا نقول إلا ما يرضى ربنا وإنا بفراقك يا إبراهيم لمحزونون''

۔(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم : إنا بک لمحزونون، حدیث نمبر : ۱۳۰۳)

آنکھیں اس وقت آنسو بہارہی ہیں اور جگر چھلنی ہے، لیکن ہم اپنی زبان سے کوئی ایسا جملہ نہیں کہیں گے جس سے ہمارا رب ناراض ہوتا ہے۔ بہرحال حضرت ابراہیم کا بچپن میں انتقال ہوگیا اس لیے فرمایا ''مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ ''۔

سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم امت کے روحانی باپ ہیں۔

دوسری آیت میں فرمایا :

''أَلنَّبِيُّ أَوْلى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْواجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ'' ۔(الاحزاب:٦)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو ازواج مطہرات ہیں، وہ امت کی مائیں ہیں، پھر نبی امت کے باپ ہوئے۔ ''مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ'' سے تو یہ معلوم ہورہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے والد نہیں ہیں اور ''أَلنَّبِيُّ أَوْلى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْواجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ'' سے معلوم ہورہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوری امت کے والد ہیں۔ ''وَأَزْواجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ'' کے آگے تفسیر ہے ''وهو اب لهم''۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات امت کی امہات یعنی مائیں ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم امت کے باپ ہوں گے۔ اِدھر سے معلوم ہورہا ہے کہ والد ہیں اور اُدھر سے معلوم ہورہا ہے کہ والد نہیں ہیں، یہ کیا فلسفہ ہے؟ اس کا کیا جواب ہے؟

لوگ کہتے ہیں کہ قرآن یہاں یوں کہہ رہا ہے اور وہاں یوں کہہ رہا ہے، ہر آدمی قرآن لیے بیٹھا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی وفات پر ۳۰ آیات پیش کیں اور کہا کہ ان آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کا انتقال ہوگیا ہے اور اس کتاب کا نام ''ازالہ اوہام'' رکھا۔

علامہ اقبال مرحوم اور پٹواری کا واقعہ

علامہ اقبال مرحوم کے پاس ایک صاحب حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ میں نے قرآن پاک کی تفسیر لکھی ہے، آپ ذرا اسے دیکھ لیجیے۔ اقبال نے پوچھا آپ کیا کرتے ہیں؟ مشغلہ کیا ہے؟ اس نے کہا میں ایک محکمہ میں پٹواری تھا اور وہاں سے ریٹائرڈ ہوگیا ہوں تو میں نے کہا کہ میں قرآن پاک کی خدمت کروں، Study کروں۔ بہت سے لوگ قرآن پاک کی سٹڈی کرتے ہیں، ہم مطالعہ کررہے ہیں، قرآن پاک کی سٹڈی ہورہی ہے۔ اس

نے کہا میں نے یہ تفسیر لکھی ہے اور آپ بڑے فلسفی ہیں اور آپ نے پی ایچ ڈی فلسفہ میں کیا ہے۔ آپ حکیم ہیں، دانا بھی ہیں، شاعر مشرق بھی ہیں۔ آپ اس تفسیر کو دیکھ لیں تو میرے لیے باعثِ عزت ہوگا۔ علامہ اقبال نے کہا ٹھیک ہے، آپ رکھ دیں، مطالعہ کر کے بتاؤں گا کہ آپ نے کیا لکھا ہے اور مہینہ بعد آجانا۔ وہ صاحب ایک مہینہ بعد آ گئے۔ اقبال مرحوم نے کہا، بھائی آپ کی تفسیر پڑھ کر مجھے بہت فائدہ ہوا۔ وہ سوچنے لگا کہ اگر علامہ اقبال کو بڑا فائدہ ہوا تو پھر میں نے بڑا کام سرانجام دیا۔ کہنے لگا: جی سر آپ کو کیا فائدہ ہوا؟ اقبال نے کہا، اس تفسیر کے دیکھنے سے میرا ایک بڑا مغالطہ دور ہوگیا۔ وہ یہ کہ میں سمجھتا تھا سب سے زیادہ مظلوم حضرت حسین رضی اللہ عنہ ہیں۔ (حضرت حسین رضی اللہ عنہ سید شباب اہل الجنۃ ہیں، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جگر گوشہ ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں، بڑی ہستیاں ہیں حضرت حسن بھی، حضرت حسین بھی، حضرت فاطمہ بھی رضی اللہ عنہم، کربلا میں ان پر جو قیامت ٹوٹی، ایک بڑا امتحان تھا۔ اس واقعہ کے تناظر میں اگر دیکھا جائے تو یہ بہت مظلوم ہیں، حضرت حسین رضی اللہ عنہ اپنے دور کے اعتبار سے مظلوم ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے دور کے اعتبار سے بہت بڑے مظلوم ہیں۔ پورا واقعہ نہیں سنا رہا بس اشارہ کر رہا ہوں۔ ابھی لوٹ رہا بات کی طرف)۔

کائنات میں سب سے زیادہ مظلوم کون ہے؟

کہنے لگے آپ کی تفسیر پڑھنے سے یہ مغالطہ دور ہوا اور مجھے اس تفسیر پڑھنے سے پتہ چلا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ مظلوم نہیں ہیں، قرآن کریم سب سے زیادہ مظلوم ہے۔ اس لیے کہ جو احمق، ریٹائرڈ اٹھتا ہے وہ قرآن کریم کی تفسیر لکھنا شروع کر دیتا ہے۔ تو پھر مظلوم کون ہوا؟ اللہ تعالی کا کلام قرآن کریم سب سے زیادہ مظلوم ہے۔

قرآن پاک تعارض سے پاک ہے

لوگ کہتے ہیں قرآن کریم کی ایک آیت میں یہ ہے اور دوسری میں یہ ہے، تعارض پیدا ہورہا ہے۔ حالانکہ قرآن کریم میں تعارض ہو سکتا ہی نہیں۔ یہ تو اللہ تعالی کا کلام ہے ،اور یاد رکھیے !رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام بھی اللہ تعالی کا کلام ہے۔ دونوں کلام سچوں کے کلام ہیں، دونوں سچے ہیں اور سچوں کے کلام میں تعارض نہیں ہوتا۔ جیسے قرآن کریم کی آیات میں باہم اختلاف نہیں ہوسکتا ایسے ہی قرآن وحدیث میں تفاوت نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ اللہ تعالی بھی سچے ہیں اوراس کا رسول بھی سچا ہے۔ تفاوت بعض اوقات دیکھنے میں ہوتا ہے۔

لطیفہ

میں آپ کو ایک لطیفہ عرض کردوں۔ ایک صاحب ایک آدمی کے ہاں کام کرتے تھے، کام کرنے والا بھینگا تھا، عربی میں بھینگے کو ''اَحْوَلْ'' کہتے ہیں، وہ ایک کو دو دیکھتا ہے۔ دکان پر کام کر رہا تھا، استاد نے کہا بیٹا جاؤ، فلاں الماری میں ایک بوتل رکھی ہے وہ اٹھا کر لے آؤ۔ اب یہ آدمی واپس آکر کہتا ہے، استاد جی !وہاں تو دو بوتلیں رکھی ہیں۔ استاد نے کہا بھائی !ایک بوتل ہے۔ اس نے کہا دو بوتلیں ہیں ایک نہیں۔ استاد سمجھ گیا اور کہا پھر تم ایسا کرو ایک بوتل توڑ دواور دوسری اٹھا کر لے آؤ۔ اب یہ وہاں گیا اور جا کر کسی قرینہ سے ،اندازے سے ایک بوتل ہاتھ میں لی اور اسے زمین پر مارا۔ جب زمین پر مارا تو دونوں بوتلیں گئیں۔ اب آکر استاد سے کہتا ہے وہ تو دونوں ٹوٹ گئیں۔ استاد نے کہا، میں نے کہا تو تھا وہ ایک بوتل ہے دو نہیں۔

قرآن وحدیث ایک ہے، دیکھنے والا دو سمجھ رہا ہے، یہ بھینگا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کلام میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں تعارض نہیں ہوسکتا تو خود قرآن میں کیسے تعارض ہوجائے گا۔

رفعِ تعارض

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں جو فرمایا'' النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات مومنین کی مائیں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کے والد ہیں۔ کون سے والد ہیں؟ روحانی طور پر امت کے والد ہیں۔ یہ جو فرمایا ''مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ'' یہ کون سی نفی ہے؟ کس بات کی نفی ہورہی ہے؟ حقیقی والد کی نفی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے حقیقی والد نہیں لیکن روحانی والد ہیں۔ آگے خود فرما رہے ہیں'' وَلٰكِنْ رَسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ''۔ یہاں '' لٰكِنْ'' سے ایک اشکال ہو رہا تھا، اس کو دور کیا گیا۔ ''لٰكِنْ'' استدراک کے لیے آتا ہے لیکن مستدرک منہ کیا ہے؟ اصل میں جب ابوت کی نفی کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں یعنی جسمانی طور پر باپ نہیں ہیں۔ تو یہ بات سمجھ آئی کہ جب آپ کسی کے والد ہی نہیں ہیں تو پھر والد کو جو شفقت اور محبت ہوتی ہے، وہ کیسے حاصل ہوگی؟ اس کی تمہیں پریشانی نہیں ہونی چاہیے، بے شک جسمانی باپ نہیں ہیں لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''وَلَكِنْ رَسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ'' اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں۔ تو جو رسول اور نبی ہوتا ہے وہ امت کا باپ ہوتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ روح اللہ تک ہر نبی امت کا باپ ہے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کوئی باپ نہیں بن سکا جیسے آپ باپ ہیں۔ ''وَلَكِنْ رَسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ'' آپ رسول اللہ بھی ہیں اور خاتم

النبیین بھی ہیں۔ جب آپ خاتم النبیین ہیں، خاتم الرسل تو بدرجہ اعلی ہیں۔ اس لیے کہ عام کی نفی سے خاص کی نفی خود بخود ہو ہی جاتی ہے۔

امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

عقیدہ ختمِ نبوت ایسا عقیدہ ہے جو بالکل دو ٹوک اور واضح ہے۔ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعوی کرے اور کوئی شخص اس سے دلیل پوچھے کہ تیرے نبی ہونے کی کیا دلیل ہے؟ تو دلیل پوچھنے والا بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ (الجواہر المضیہ فی طبقات الحنفیہ، ۴۸۳، میر محمد کتب خانہ) وجہ یہ ہے کہ یہ جو دلیل پوچھ رہا ہے اس میں اس بات کا احتمال ہے کہ اگر اس نے کوئی دلیل دیکھی تو شاید مان جائے۔ تو اس احتمال کی وجہ سے یہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ اس قدر یہ عقیدہ صاف ہے۔

مسلمان ہونے کے لیے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی اور رسول ماننا ضروری ہے

یہ بات بھی ذہن میں رکھیے۔ ہم کلمہ پڑھتے ہیں ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' صرف اتنا ایمان کافی نہیں ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ علماء اور فقہاء نے تصریح کی ہے کہ جب تک یہ عقیدہ نہیں ہوگا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کے آخری نبی اور رسول ہیں، اس وقت تک آپ مسلمان نہیں ہوں گے۔ صرف یہ عقیدہ رکھنا کافی نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کے نبی اور رسول ہیں بلکہ یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ آخری نبی اور آخری رسول ہیں۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

اختتامی دعاء

یااللہ! ختمِ نبوت کانفرنس کے حوالے سے جن حضرات نے کوشش کی، ان کی کوششوں کو قبول فرما۔ ان کے عقائد میں پختگی اور رسوخ نصیب فرما۔ ہم سب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ہونے کی حیثیت سے ماننے کی توفیق نصیب فرما۔ اور دیگر تمام دینی عقائد پر پختہ رہنے کی اور ایمان پر قائم رہنے کی توفیق نصیب فرما۔ (آمین)